بیس رکعت

تراویح کا ثبوت

گدائے مصطفیٰ اسیر حضور شیر نیپال

ابو العطر محمد عبد السلام امجدی برکاتی

ناشر: کنزالایمان فاؤنڈیشن، تاراپٹی، دھنوشا (نیپال)

تراویح کی فضیلت واہمیت پہ ایک نایاب کتاب:

بنام

بیس رکعت تراویح
کا ثبوت

﴿ تصنیف ﴾

ابو العطر محمد عبد السلام امجدی برکاتی (تاراپٹی)

خادم الافتاء والتدریس دار العلوم برکاتیہ مدینۃ العلوم سرہا (نیپال)

ـــــــــ ○○○ باہتمام ○○○ ـــــــــ

شعبہ نشر واشاعت مسلم بورڈ (نیپال)

جملہ حقوق بحق ناشر و مؤلف محفوظ

نام کتاب	:	بیس رکعت تراویح کا ثبوت
تصنیف	:	ابوالعطر محمد عبدالسلام امجدی برکاتی (تاراپٹی)
		خادم الافتاء والتدریس دارالعلوم برکاتیہ مدینۃ العلوم سرہا، نیپال
تاریخ تصنیف	:	رجب المرجب ۱۴۳۸ھ
نظر ثانی	:	مفتی کلام الدین نعمانی مصباحی، مہوتری، نیپال
		نائب ایڈیٹر نیپال اردو ٹائمز
صفحات	:	...
ناشر	:	کنزالایمان فاؤنڈیشن، تاراپٹی ۸ (نیپال)

---﴿ملنے کے پتے﴾---

۱۔

۲۔

تاثر دل نواز

مفتی محمد کلام الدین نعمانی مصباحی امجدی صاحب

نائب ایڈیٹر: نیپال اردو ٹائمز۔ بنوٹا، مہوتری، نیپال

نماز اہم الفرائض اور افضل العبادات ہے۔ یہ ایمان کے بعد اسلام کا اہم ترین رکن ہے، آخرت میں جب بندوں کے اعمال کا حساب و کتاب ہوگا، تو سب سے پہلے اسی کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔ اسی لئے آیات قرآنیہ اور احادیث کریمہ میں جابجا اس کی تاکید کی گئی ہے اور فضیلتیں بیان کی گئی ہیں۔

مگر ماہ رمضان میں نمازوں کا ثواب اور بڑھ جاتا ہے، جیسا کہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ حضور نے ارشاد فرمایا: جو شخص اس ماہ مبارک میں اللہ کی رضا و خوشنودی کے لیے نفلی عبادات کرے گا تو اسے فرض کے برابر ثواب ملے گا، اور اگر فرض ادا کرے گا تو ستر فرضوں کے برابر ثوب ملے گا۔

ماہ رمضان میں نماز تہجد و تراویح پڑھنا بھی بڑے ثواب کا کام ہے۔ احادیث کریمہ میں ان نمازوں کی بھی بڑی فضیلتیں وارد ہوئی ہیں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیث میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: جو شخص بحالت ایمان ثواب کی امید سے رمضان المبارک (کی راتوں میں) قیام کرے گا، اللہ رب العزت اس کے سابقہ گناہ بخش دے گا۔ (صحیح بخاری: ح۳۷)۔

انہیں سے ایک دوسری حدیث مروی ہے جس میں مذکور ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: رمضان کے بعد سب سے افضل روزے اللہ کے مہینے محرم کے ہیں اور فرض نماز کے بعد سب سے افضل نماز رات کی نماز ہے۔ (صحیح مسلم: ح۲۶۱۱)

ثواب کی امید رکھنے کا مطلب یہ ہے کہ شہرت اور دکھاوے کے لئے نہیں؛ بلکہ خالص اللہ تعالی کی رضا حاصل کرنے کے لیے عبادت کی جائے۔ اس حدیث کی فضیلت میں نماز تہجد اور نماز تراویح دونوں داخل ہیں۔

نماز و تراویح کے اخروی فوائد کے ساتھ دنیا میں سائنسی طور پہ بھی بہت سے مؤثر فوائد ہیں، تراویح رمضان المبارک کا ممتاز تحفہ اور ایک روحانی ورزش ہے جسے باقاعدگی سے انجام دینے والے کی عمر دراز ہوتی ہے، تحقیق سے ثابت ہوا ہے کہ روزانہ پانچ وقت نماز ادا کرنے سے انسان کے جسم پر بالکل ویسے ہی طبعی اثرات پڑتے ہیں جیسے تین میل فی گھنٹہ پیدل چلنے یا جوگنگ کرنے سے پڑتے ہیں، باقاعدگی سے نمازیں ادا کرنے سے نمازی کے جسم پر مثبت اثرات پڑنے کے علاوہ اسے غیر متوقع جسمانی حرکات انجام دینے میں بھی مہارت حاصل ہوتی ہے۔ تراویح ایک ٹریننگ جیسی ہے جسے ادا کرنے سے جسمانی طور پر چاق و چوبند رہ کر غیر متوقع حرکات انجام دینے کے قابل بن سکتے ہیں، تحقیق سے ثابت ہے کہ روزہ رکھنے کے علاوہ پابندی سے تراویح پڑھنے سے انسان زندگی کے کسی بھی موڑ پر کسی بیماری میں مبتلا ہونے کے بعد بہت جلد صحت یاب ہو جاتا ہے۔

نماز تراویح اور دیگر نمازوں کی اتنی بڑی فضیلت و اہمیت کے بعد بھی چند دہائیوں سے کچھ عالم نما حضرات نماز تراویح کی رکعت کی تعداد پہ تو کبھی حضور ﷺ سے اس کے ثبوت پہ طرح طرح کے اعتراض کر رہے ہیں، اور اپنی جہالت کا مظاہر بھی، نیز علما و عوام کے ذہن کو منتشر کر کے راہ مستقیم سے دور کرنے کی ناپاک سعی کر رہے ہیں کہ تراویح صرف آٹھ رکعات ہے، تراویح کا ثبوت حضور ﷺ سے نہیں ہے، وغیرہ وغیرہ۔ اللہ انہیں عقل سلیم عطا فرمائے۔

زیر نظر رسالہ ''بیس رکعات تراویح کا ثبوت'' عالم نبیل، فاضل جلیل، خلیفہ حضور شیر نیپال، حضرت علامہ مولانا مفتی عبد السلام امجدی برکاتی دام ظلہ العالی کا تصنیف انیق ہے۔ اس رسالہ میں انہوں نے اصلاح امت کی خاطر بیس رکعات تراویح کے ثبوت پہ صحیح احادیث کریمہ کو پیش کر کے صحیح رہنمائی کی ہے، وہیں وہابی و غیر مقلدین کا مکمل طور سے عقلی و نقلی رد بلیغ بھی فرمایا ہے، اور ان کے سارے اعتراضات کا مکمل مبرہن مدلل مفصل جواب بھی تحریر فرمادیا ہے۔

یہ رسالہ یقینا قابل مطالعہ، لائق عمل ہے، اس رسالہ میں درج احادیث کریمہ کو اگر قارئین پوری دل جمعی اور خلوص نیت کے ساتھ پڑھ لیں تو یقینا مخالفین کا ناطقہ بند کر سکتے ہیں، اور اگر غیر مقلدین حضرات اس کو اچھے سے بلا تعصب پڑھ لیں تو یقینا انہیں دنیا و آخرت دونوں جہان میں کامیابی و کامرانی نصیب ہوں گی۔

مفتی صاحب قبلہ ایک بہترین عالم، فاضل ہونے کے ساتھ ایک بہترین نقاد مفتی اور عمدہ محرر بھی ہیں، آپ پردیس میں رہ کر بھی دینی جذبہ اپنے سینے میں لیے ہوئے ہمیشہ تحریری، تصنیفی کام انجام دینے میں مصروف رہتے ہیں، نیز آپ کئی ایک کتابوں کے مصنف بھی ہیں، آپ کی تصنیفات میں سے ''معارف شیر نیپال'' قابل تعریف ہے، جو ہزار صفحات پہ مشتمل ہے۔

اللہ تعالی اس رسالہ کو مقبول خاص و عام بنائے، مفتی صاحب کے علم و عمل و عمر میں بے پناہ برکتیں عطا فرمائے آمین ثم آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم

محمد کلام الدین نعمانی مصباحی امجدی

بنوٹا، مہوتری، نیپال

نائب ایڈیٹر ہفت روزہ اخبار: نیپال اردو ٹائمز

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی و نسلم علیٰ رسولہ و علیٰ آلہ

پہلا باب:

تراویح کی فضیلت و برکت:

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آقا کریم ﷺ نے شعبان کی آخری تاریخ کو اپنے صحابہ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ أَظَلَّكُمْ شَهْرٌ عَظِيمٌ شَهْرٌ مُبَارَكٌ شَهْرٌ فِيهِ لَيْلَةٌ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ جَعَلَ اللهُ صِيَامَهُ فَرِيضَةً وَقِيَامَ لَيْلِهِ تَطَوُّعًا. مَنْ تَقَرَّبَ فِيهِ بِخَصْلَةٍ مِنَ الْخَيْرِ كَانَ كَمَنْ أَدَّى فَرِيضَةً فِيمَا سِوَاهُ وَمَنْ أَدَّى فِيهِ فَرِيضَةً كَانَ كَمَنْ أَدَّى سَبْعِينَ فَرِيضَةً فِيمَا سِوَاهُ۔

(شعب الایمان حدیث نمبر ۳۶۰۹، مشکوٰۃ ص ۱۷۳)

ترجمہ: اے لوگو! ایک عظیم اور برکت والا مہینہ آگیا جس میں ایک ایسی رات ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ اور اس ماہ کے روزے فرض قرار دیئے اور رمضان کی راتوں میں قیام یعنی تراویح کو سنت قرار دیا۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ۔

(بخاری حدیث نمبر ۳۷، مسلم حدیث نمبر: ۷۵۹)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو رمضان المبارک میں ایمان کی حالت میں ثواب اور اللہ کی رضا حاصل کرنے کی نیت سے قیام کرے گا یعنی تراویح پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے گذرے گناہوں کو معاف فرمادے گا۔

حضرت ابو سلمہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

شَهْرٌ كَتَبَ اللهُ عَلَيْكُمْ صِيَامَهُ وَسَنَنْتُ لَكُمْ قِيَامَهُ. فَمَنْ صَامَهُ وَقَامَهُ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا خَرَجَ مِنْ ذُنُوبِهِ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ۔

(ابن ماجہ حدیث نمبر ۱۳۲۸، مسند احمد حدیث نمبر ۱۶۶)

یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ نے تمھارے اوپر ماہ رمضان المبارک کے روزے فرض کردئے اور میں نے اس کی قیام یعنی نماز تراویح کو تمھارے لئے سنت قرار دیا۔ تو جو شخص ایمان کے ساتھ ثواب کی نیت سے رمضان کا روزہ رکھے اور رات میں شب بیداری یعنی تراویح پڑھے تو وہ گناہوں سے اس دن کی طرح پاک و صاف ہوجائے گا جس دن اس کی ماں نے اسے جنا۔

معلوم ہوا کہ تراویح اگرچہ سنت ہے مگر رمضان کی فضیلت کے سبب دوسرے مہینہ کی فرض کے برابر اس کا ثواب عطا کیا جائے گا۔ یہی نہیں بلکہ اتنا ثواب اور اجر عطا کیا جاتا ہے کہ انسان شمار نہیں کرسکتا۔

حضرت امام نخعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ”رمضان کے ایک

روزے کا ثواب ایک ہزار دنوں کے روزوں سے زیادہ ہے، اور ایک بار سبحان اللہ کہنے کا ثواب ایک ہزار بار کہنے کے برابر عطا کیا جائے گا اور رمضان میں ایک رکعت پڑھنے کا ثواب ایک ہزار رکعتوں سے بڑھ کر ہے"۔(بغیۃ الانسان فی وظائف رمضان ص ۱۵)

حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے مروی ہے آپ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز تراویح قائم کرنے کا حکم اسی حدیث کی روشنی میں دیا ہے جو انہوں نے مجھ سے سنی تھی، صحابہ کرام نے عرض کی اے امیر المومنین وہ حدیث کیا تھی؟ تو آپ نے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے: اللہ تعالیٰ کے عرش کے ارد گرد ایک نوری مقام ہے جسے حظیرۃ القدس کہا جاتا ہے، اس میں فرشتوں کی اتنی کثیر تعداد ہے کہ جن کا شمار اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ وہ لمحہ بھر بھی اللہ تعالیٰ کی عبادت سے غافل نہیں ہوتے۔ ماہ رمضان المبارک کی راتوں میں اپنے رب سے زمین پر آنے کی اجازت طلب کرتے ہیں تاکہ وہ انسانوں کے ساتھ نماز ادا کریں۔ تو وہ فرشتے ہر رات زمین پر اترتے ہیں، جس بندے سے وہ فرشتے مس کرلیں یا جس شخص کو ان فرشتوں کی چھونے کا موقع میسر ہو وہ ایسا سعادت مند اور خوش نصیب ہو جاتا ہے کہ کبھی بدبخت نہیں ہوسکتا۔ (یہ حدیث سننے کے بعد) حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمانے لگے تو ہم اس چیز کے زیادہ حقدار ہیں (کہ یہ سعادت ہم حاصل کریں) چنانچہ آپ نے لوگوں کو نماز تراویح کے لئے جمع کیا اور اسے باقاعدہ اہتمام کے

ساتھ ادا کرنے کا حکم دیا۔(تنبیہ الغافلین ص ۱۸۷)

حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ آپ رمضان المبارک کی ایک رات مسجد نبوی سے گذرے تو وہاں قرآن کریم کی تلاوت کی آواز سنائی دی تو آپ نے فرمایا: نور اللہ قبر عمر کما نور مساجد اللہ بالقرآن۔ اللہ تعالیٰ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر مبارک کو روشن و منور فرمائے جس طرح انہوں نے اللہ کی مسجدوں کو قرآن کریم کی تلاوت سے منور کر دیا ہے۔(غنیۃ الطالبین ص ۴۸۷)

عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ رضی الله عنها أَخْبَرَتْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صلی الله علیه وآله وسلم خَرَجَ مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ فَصَلَّى فِي الْمَسْجِدِ فَصَلَّى رِجَالٌ بِصَلَاتِهِ. فَأَصْبَحَ النَّاسُ يَتَحَدَّثُوْنَ بِذٰلِكَ فَاجْتَمَعَ أَكْثَرُ مِنْهُمْ. فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللهِ صلی الله علیه وآله وسلم فِي اللَّيْلَةِ الثَّانِيَةِ فَصَلَّوْا بِصَلَاتِهِ. فَأَصْبَحَ النَّاسُ يَذْكُرُوْنَ ذٰلِكَ فَكَثُرَ أَهْلُ الْمَسْجِدِ مِنَ اللَّيْلَةِ الثَّالِثَةِ فَخَرَجَ فَصَلَّوْا بِصَلَاتِهِ. فَلَمَّا كَانَتِ اللَّيْلَةُ الرَّابِعَةُ عَجَزَ الْمَسْجِدُ عَنْ أَهْلِهِ فَلَمْ يَخْرُجْ إِلَيْهِمْ رَسُوْلُ اللهِ صلی الله علیه وآله وسلم. فَطَفِقَ رِجَالٌ مِنْهُمْ يَقُوْلُوْنَ: الصَّلَاةَ. فَلَمْ يَخْرُجْ إِلَيْهِمْ رَسُوْلُ اللهِ صلی الله علیه وآله وسلم حَتّٰى خَرَجَ لِصَلَاةِ الْفَجْرِ. فَلَمَّا قَضَى الْفَجْرَ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ ثُمَّ تَشَهَّدَ فَقَالَ: أَمَّا بَعْدُ، فَإِنَّهُ لَمْ يَخْفَ عَلَيَّ شَأْنُكُمُ اللَّيْلَةَ وَلٰكِنِّي خَشِيْتُ أَنْ تُفْرَضَ عَلَيْكُمْ صَلَاةُ اللَّيْلِ فَتَعْجِزُوْا عَنْهَا.(مسلم حدیث نمبر ۷۶۱)

ترجمہ: حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ آدھی رات کو تشریف لے گئے اور مسجد میں نماز پڑھی، لوگوں نے بھی آپ کی اقتدا میں نماز پڑھنی شروع کردی، صبح لوگوں نے آپس میں اس واقعہ کا ذکر کیا تو پہلی رات سے زیادہ لوگ جمع ہوگئے۔ دوسری رات رسول اللہ ﷺ پھر تشریف لے گئے اور لوگوں نے آپ کی اقتدا میں نماز پڑھی، پھر لوگوں نے صبح اس بات کا چرچا کیا، تیسری رات مسجد میں بہت زیادہ لوگ جمع ہوگئے۔ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور لوگوں نے آپ کی اقتدا میں نماز پڑھی، اور چوتھی رات کو اس قدر کثرت سے صحابہ جمع ہوئے کہ مسجد تنگ پڑ گئی اور رسول اللہ ﷺ اس رات مسجد تشریف نہیں لائے، لوگوں نے نماز نماز پکارنا شروع کردیا، حضور اقدس ﷺ مسجد میں اس وقت تشریف نہیں لائے بلکہ صبح کی نماز کے وقت تشریف لائے، جب صبح کی نماز سے فارغ ہوچکے تو لوگوں کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا گذشتہ رات تمھارا حال مجھ پر پوشیدہ نہ تھا لیکن مجھے یہ خوف تھا کہ تم پر رات کی نماز یعنی تراویح فرض کردی جائے گی اور تم اس کی ادائیگی سے عاجز ہوجاؤ گے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: خَرَجَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم فَإِذَا أُنَاسٌ فِي رَمَضَانَ يُصَلُّونَ فِي نَاحِيَةِ الْمَسْجِدِ فَقَالَ: مَا هَؤُلَاءِ؟ فَقِيلَ: هَؤُلَاءِ نَاسٌ لَيْسَ مَعَهُمْ قُرْآنٌ وَأُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ يُصَلِّي وَهُمْ يُصَلُّونَ بِصَلَاتِهِ. فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله

علیہ وآلہ وسلم: أَصَابُوا وَنِعْمَ مَا صَنَعُوا۔

(ابوداؤد ج ۲ ص ۵۰ حدیث نمبر ۱۳۷۷، ابن حبان ج ۶ ص ۲۸۲)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ باہر تشریف لائے تو دیکھا کہ رمضان المبارک میں لوگ مسجد کے ایک گوشہ میں نماز پڑھ رہے تھے، تو آپ نے فرمایا یہ کون ہیں؟ عرض کیا گیا یہ وہ لوگ ہیں جنہیں قرآن یاد نہیں ہے اور حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز پڑھاتے ہیں اور یہ لوگ ان کی اقتدا میں نماز پڑھتے ہیں۔ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا ان لوگوں نے درست کیا اور یہ لوگ جو کر رہے ہیں بہت ہی عمدہ اور اچھا عمل ہے۔

وضاحت:

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور اکرم نور مجسم ﷺ کی حیات مبارکہ میں ہی نماز تراویح جماعت کے ساتھ پڑھی جانے لگی تھی اور حضور ﷺ نے یہ دیکھ کر خوشی کا اظہار بھی فرمایا، جن لوگوں کو قرآن یاد نہیں تھا وہ حافظ قرآن حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اقتدا میں نماز تراویح پڑھتے اور قرآن کریم کی تلاوت سنتے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ نماز تراویح میں قرآن سننا صحابہ کرام کا معمول اور طریقہ اور حضور ﷺ کا سراہا ہوا عمل ہے۔

حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّهُ مَنْ خَرَجَ وَقَامَ مَعَ الْاِمَامِ حَتّٰی يَنْصَرِفَ كُتِبَ لَهُ قِيَامُ لَيْلَةٍ۔ (تنبیہ الغافلین ص ۱۸۷، شعب الایمان ج ۳ ص ۳۲۹)

جو بھی گھر سے نکلے اور مسجد میں جاکر امام کے ساتھ نماز پڑھے اس کے لئے پوری رات عبادت کرنے کا ثواب لکھ دیا جاتا ہے۔

دوسرا باب:

بیس رکعت تراویح کا ثبوت:

پچھلے صفحات میں تراویح کی فضیلت میں دو احادیث کریمہ مسلم شریف اور ابو داؤد شریف کے حوالہ سے آپ پڑھ چکے ہیں، پہلی حدیث جو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی تھی جس کا خلاصہ یہ ہے کہ حضور ﷺ نے تین دن جماعت کے ساتھ نماز تراویح پڑھائی اور صحابہ کرام نے تین دنوں تک رمضان شریف کی رات میں آپ کی اقتدا میں نماز تراویح ادا کی۔ اور دوسری حدیث جو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی تھی جس کا حاصل یہ ہے کہ حضور ﷺ نے مسجد کے گوشہ میں کچھ لوگوں کو حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اقتدا میں نماز تراویح پڑھتے ہوئے دیکھا، تو سرکار نے خوشی کا اظہار فرمایا اور ان لوگوں کو سراہا بھی۔

ان دونوں حدیثوں سے اتنا تو ثابت ہے کہ حضور اقدس ﷺ کے زمانہ مبارکہ میں ہی جماعت کے ساتھ نماز تراویح شروع ہو چکی تھی اور خود حضور نماز تراویح پڑھی اور پڑھائی۔ لیکن ان دونوں حدیثوں میں اس بات کی صراحت و

وضاحت نہیں کہ حضور نے کتنی رکعت تراویح پڑھائی اور حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کتنی رکعت پڑھا رہے تھے۔ جس کی وجہ سے تعداد رکعات میں اختلاف ہوگیا مگر صحیح یہی ہے کہ حضور ﷺ نے بیس رکعت ہی پڑھائی اسی لئے تو حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیس رکعت ہی کا اہتمام فرمایا جس پر تمام صحابہ کرام کا اجماع و اتفاق ہوگیا اور کسی نے بھی انکار نہیں کیا، کیوں کہ صحابہ کرام بخوبی جانتے تھے کہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیس رکعت تراویح کا اہتمام کسی اصل اور دلیل کی بنا پر ہی کیا تھا۔ جیسا کہ پہلا باب میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حدیث پوری وضاحت و تفصیل کے ساتھ گذر چکی ہے۔

اور پھر حضر عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں یہ کیسے تصور اور وہم و گمان کیا جاسکتا ہے کہ انہوں نے اپنی طرف سے بغیر کسی دلیل کے بیس رکعت تراویح کو رائج کیا اور یہ کہہ کر بیس رکعت تراویح کو معاذ اللہ بدعت عمری سے تعبیر کرنا شان فاروقی میں گستاخی و توہین کی جرأت و بے باکی کے سوا اور کچھ نہیں کہا جاسکتا ہے، اس طرح کی بولی رفعت عمر فاروق اعظم کو گھٹانے کے لئے غیر مقلدین زمانہ کی دریدہ دہنی کا بین ثبوت ہے۔

بیس رکعت تراویح کے ثبوت میں مزید احادیث وآثار ملاحظہ کریں:

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا:

خَرَجَ النَّبِیُّ ﷺ ذَاتَ لَیْلَۃٍ فِی رَمْضَانَ فَصَلیَّ النَّاسَ اَرْبَعَۃً وَّعِشْرِیْنَ رَکْعَۃً وَاَوْتَرَ بِثَلَاثَۃٍ۔

یعنی نبی کریم ﷺ رمضان شریف میں ایک رات تشریف لائے اور لوگوں کو چوبیس رکعت نماز پڑھائی اور تین رکعت وتر پڑھائی۔

یعنی چار رکعت عشا کی، بیس رکعت تراویح کی اور تین رکعت وتر۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ:

اَنَّ رَسُوْلَ اللہِ ﷺ کَانَ یُصَلِّی فِی رَمْضَانَ عِشْرِیْنَ رَکْعَۃً وَالْوِتْرَ۔

یعنی حضور ﷺ رمضان میں بیس رکعت تراویح اور اس کے علاوہ وتر پڑھا کرتے تھے۔

حضرت عبد الرحمن بن عبد القاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ایک رات مسجد کی طرف نکلا تو لوگوں کو بکھرے ہوئے دیکھا، کوئی تنہا نماز پڑھ رہا تھا اور کسی کی اقتدا میں ایک گروہ نماز پڑھ رہا تھا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

اِنِّیْ اَرٰی لَوْ جَمَعْتُ ھٰؤُلَاءِ عَلٰی قَارِئٍ وَاحِدٍ لَکَانَ اَمْثَلَ ثُمَّ

عَزَمَ فَجَمَعَهُمْ عَلٰى أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ ثُمَّ خَرَجْتُ مَعَهُ لَيْلَةً أُخْرٰى وَالنَّاسُ يُصَلُّونَ بِصَلَاةِ قَارِئِهِمْ قَالَ عُمَرُ نِعْمَ الْبِدْعَةُ هٰذِهِ۔

(بخاری حدیث نمبر ۱۹۰۶، ابن خزیمہ ج ۲ ص ۱۵۵، مؤطا امام مالک ج ۱ ص ۱۱۴)

ترجمہ: میرے خیال سے انہیں ایک قاری کے پیچھے جمع کر دیا جائے تو اچھا ہوگا، چنانچہ انہوں نے حضرت ابی بن کعب کی اقتدا میں جمع کر دیا، پھر میں ایک رات حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ نکلا تو دیکھا لوگ ایک امام کی اقتدا میں نماز تراویح پڑھ رہے تھے، یہ دیکھ کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا یہ کیا ہی اچھی بدعت اور عمدہ طریقہ ہے۔

حضرت یزید بن رومان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا:

كَانَ النَّاسُ يَقُومُونَ فِي زَمَانِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فِي رَمَضَانَ بِثَلَاثٍ وَّعِشْرِيْنَ رَكْعَةً۔

(مؤطا امام مالک ج ۱ ص ۱۱۵، شعب الایمان ج ۳ ص ۱۷۷، سنن کبریٰ للبیہقی ج ۲ ص ۴۹۶، نیل الاوطار ج ۳ ص ۶۳)

ترجمہ: یعنی نماز تراویح حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں لوگ وتر سمیت تئیس (۲۳) رکعت نماز تراویح پڑھتے تھے۔

عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السَّلَمِي عَنْ عَلِيٍّ قَالَ دَعَا الْقُرَّاءَ فِي رَمَضَانَ فَأَمَرَ مِنْهُمْ رَجُلًا يُصَلِّي بِالنَّاسِ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً وَقَالَ وَكَانَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يُوتِرُ بِهِمْ۔

(سنن کبریٰ ج ۲ ص ۴۹۶ حدیث نمبر ۴۳۹۵، تحفۃ الاحوذی ج ۳ ص ۴۴۴)

ترجمہ: حضرت عبد الرحمن اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رمضان شریف میں قراء حضرات کو بلایا اور ان میں سے ایک شخص کو حکم دیا کہ لوگوں کو بیس رکعت نماز تراویح پڑھائیں، اور خود حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوگوں کو وتر کی نماز پڑھاتے تھے۔

علامہ ابن عبد البر فرماتے ہیں:

عن علی انہ امر رجلا یصلی بھم فی رمضان عشرین رکعۃ و ھٰذا ایضا سوی الوتر۔ (تمہید ج۸ ص۱۱۵)

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے ایک شخص کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو رمضان المبارک میں وتر کے علاوہ بیس رکعات تراویح پڑھائیں۔

عن ابی الحسناء ان علی بن ابی طالب امر رجلا ان یصلی بالناس خمس ترویحات عشرین رکعۃ۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ج۲ ص۱۶۳، تحفۃ الاحوذی ج۳ ص۴۴۵)

ترجمہ: حضرت ابوالحسنا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت علی ابن طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو پانچ ترویحہ کے ساتھ بیس رکعات تراویح پڑھائیں۔

محدث جلیل حضرت امام ترمذی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

واکثر اھل العلم علیٰ ما رویٰ عن عمر و علی رضی اللہ

عنهما و غیرهما من اصحاب النبی ﷺ عشرین رکعة وهو قول الثوری وابن المبارك والشافعی وقال الشافعی وهٰكذا ادرکت ببلدنا بمكة يصلون عشرين ركعة۔

(ترمذی شریف ج۳ص۱۶۹اباب ماجاءفی قیام شھر رمضان)

ان احادیث و روایات سے یہ بات روز روشن کی طرح ظاہر و باہر ہوگئی کہ حضرت عمر بن خطاب، حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکرم اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے دور خلافت میں بیس رکعت نماز تراویح پڑھی جاتی تھی اور تمام صحابہ کرام بغیر انکار کئے بیس رکعت تراویح ایک امام کے پیچھے ادا کرتے تھے اور اسی مقدس جماعت کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ہم سنی حنفی خوش نصیب بھی بیس رکعت نماز تراویح پڑھتے ہیں۔

حضرت امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

اِنَّهُ ﷺ صَلیّ بِالنَّاسِ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً لَيْلَتَيْنِ فلما كان فی الليلة الثالثة اجتمع الناس فلم يخرج اليهم ثم قال من الغد خشيت الفرض عليكم فلا تطيقوها۔

(تلخیص الحبیر ج۲ص۲۱)

یعنی ﷺ نے دو رات بیس رکعت تراویح لوگوں کو پڑھائی۔

اہل حرمین کا معمول:

مکہ اور مدینہ والوں کا بھی عمل بیس رکعت ہی پر تھا، جیسا کہ حضرت امام شافعی کا قول مستند گذرا، اور اسی پر اہل مدینہ کا عمل تھا، جیسا کہ حضرت عبد العزیز بن رفیع رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا:

کان ابی بن کعب یصلی بالناس فی رمضان بالمدینة عشرین رکعة و یو تر بثلاث۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ج۲ص۱۶۳)

حضرت ملاعلی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیس رکعت تراویح کے بارے میں فرماتے ہیں:

اجمع الصحابة علی ان التراویح عشرون رکعة۔

یعنی تراویح کے بیس رکعت ہونے پر صحابہ کا اجماع ہے۔(مرقاۃ المفاتیح ج۳ص۱۹۴)

شارح بخاری علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

وَهُوَ الصَّحِيْحُ عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ مِنْ غَيْرِ خِلَافٍ مِّنَ الصَّحَابَةِ

یعنی بیس رکعت تراویح والی حدیث بروایت صحیح حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ثابت ہے اور اس بارے میں صحابہ کا کوئی اختلاف نہیں تھا۔

(عمدۃ القاری ج۹ص۳۰۰ مطبوعہ مصر)

علامہ ابن نجیم مصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

وَعَلَيْهِ عَمَلُ النَّاسِ شَرْقًا وَّ غَرْبًا۔ (بحر الرائق ج۲ص۶۶)

یعنی بیس رکعت تراویح پر مشرق و مغرب کے مسلمانوں کا عمل ہے۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

وَالَّذِي اسْتَقَرَّ عَلَيْهِ الْأَمْرُ وَاشْتَهَرَ مِنَ الصَّحَابَةِ وَ التَّابِعَيْنَ وَمِنْ بَعْدِهِمْ هُوَ الْعِشْرُونَ۔

یعنی جس پر معمول ہو چکا ہے اور جو بات صحابہ و تابعین سے اور بعد والوں سے مشہور ہے وہ بیس رکعت ہے۔(ماثبت بالسنۃ ص ۲۲۳)

نیز آپ ارشاد فرماتے ہیں:

هو مذهب الشافعية والحنفية عشرون ركعة تراويح و ثلاث وتر عند الفريقين۔

ترجمہ: یہی شوافع و احناف کا مذہب ہے کہ بیس رکعات تراویح اور تین رکعات وتر پڑھی جائے۔(المسوی من احادیث المؤطاج اص ۱۷۵)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی فتح المنان میں فرماتے ہیں:

فالظاهر انه ثبت عندهم صلوٰة النبی ﷺ عشرين ركعة كما جاء في حديث ابن عباس رضي الله عنه فاختاره عمر رضي الله عنه۔

ترجمہ: چنانچہ معلوم ہوا کہ بیس رکعات تراویح حضور نبی اکرم ﷺ نے بھی پڑھی ہے جیسا کہ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی حدیث میں ہے، چنانچہ اسی کو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اختیار فرمایا۔

مبتدعین غیر مقلدین کے امام و مقتدیٰ جناب ابن تیمیہ لکھتے ہیں:

فَالْقِيَامُ بِعِشْرِيْنَ هُوَ الْاَفْضَلُ وَهُوَ الَّذِي يَعْمَلُ بِهِ اَكْثَرُ الْمُسْلِمِيْنَ۔ (مجموع الفتاویٰ لابن تیمیہ ج ۲۳ ص ۱۳)

یعنی بیس رکعت تراویح افضل ہے اور اسی پر اکثر مسلمانوں کا عمل ہے۔

اور اسی مجموع الفتاویٰ ج ا ص ۱۹۱ مطبوعہ ابن تیمیہ طالبیہ میں ہے:

قَدْ ثَبَتَ اَنَّ اُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ كَانَ يَقُوْمُ بِالنَّاسِ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً فِي رَمْضَانَ وَ يُوتِرُ بِثَلَاثٍ فَرَأَى كَثِيْرٌ مِّنَ الْعُلَمَاءِ اَنَّ ذٰلِكَ هُوَ السُّنَّةُ بِاَنَّهُ قَامَ بَيْنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ لَمْ يُنْكِرْهُ مُنْكِرٌ۔

یعنی یہ بات ثابت ہے کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ رمضان شریف میں لوگوں کو بیس رکعت تراویح اور تین رکعت وتر پڑھاتے تھے، اسی لئے بہت سارے علماء کے نزدیک یہی سنت ہے، کیونکہ یہ بات انصار و مہاجرین کے درمیان ہوئی جس کا کسی نے انکار نہیں کیا۔

امام الوہابیہ انور شاہ کشمیری لکھتے ہیں:

لم يقل احد من الائمة الاربعة بأقل من عشرين ركعة وعليه جمهور الصحابة رضى الله عنهم۔

(عرف الشذی ج ا ص ۳۲۹ ابواب الصوم باماجاء فی قیام شہر رمضان)

علامہ بحر العلوم عبد العلی مولانا نظام الدین تحریر فرماتے ہیں:

ثم استقر الامر على عشرين ركعة والوتر فصار هذا سنة و

هى سنة علينا لا شك فيه لان سنة الخلفاء الراشدين بسنته ﷺ في اللزوم والاساءة في الترك فانه قال رسول اله ﷺ في موعته فعليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين المهديين تمسكوا بها وعضوا عليها بالنواجذ وصلوٰة التراويح عشرون ركعة بعد صلوٰة العشا وسنتها بعشر تسلميات وهذه الاحكام مما اتفق عليه فقهاء المذاهب الاربعة من غير خلاف۔

غیر مقلدین وہابیوں کی دلیل اور اس کا جواب

قارئین!

بیس رکعت تراویح کے ثبوت میں آپ متعدّد احادیث و آثار اور صحابہ و تابعین اور جماعت مسلمین کے معمولات ملاحظہ فرما چکے ہیں، ان احادیث و آثار میں کہیں بھی کسی سے بھی یہ بات ثابت نہیں کہ حضور ﷺ نے آٹھ رکعت تراویح پڑھی اور نہ کسی صحابی سے کوئی روایت منقول ہے بلکہ محدثین کی جماعت اور خود امام الوہابیہ ابن تیمیہ نے بیس پر ہی صحابہ کا اجماع بتایا، مگر نہ جانے اہل حدیث غیر مقلدین نے آٹھ رکعت تراویح کی بدعت کہاں سے نکال لی اور کس حدیث سے یہ سمجھ لیا کہ حضور علیہ السلام نے آٹھ رکعت تراویح پڑھی۔ ان غیر مقلدین کی سب سے بڑی کمی یہ ہے کہ حدیث تو پڑھتے ہیں مگر سمجھتے نہیں اور سمجھے بھی کیسے کہ

خدا جب دین لیتا ہے　　　تو عقلیں چھین لیتا ہے

حدیثیں پڑھ کر غلط مطلب نکالتے ہیں اور مسلمانوں کو گمراہ کرتے اور

مسلمانوں میں تفریق پیدا کرتے ہیں۔ ہاں ایک حدیث ہے جو بخاری شریف میں حضرت عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے اور اسی ایک حدیث کو اپنی ناسمجھی کی بنیاد پر آٹھ رکعت تراویح کے ثبوت میں دلیل بنا کر پیش کرتے ہیں، جبکہ یہ حدیث تراویح کے سلسلے میں نہیں بلکہ حضور ﷺ کی تہجد کے سلسلے میں ہے۔ حدیث ملاحظہ کریں:

حضرت ابو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا:

كَيْفَ كَانَتْ صَلاَةُ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي رَمَضَانَ ؟ فَقَالَتْ مَا كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَزِيْدُ فِي رَمَضَانَ وَلَا فِي غَيْرِهٖ عَلٰى اِحْدٰى عَشَرَةَ رَكْعَةً ۔ (بخاری ج۱ص ۱۵۴ کتاب التہجد)

یعنی رسول اللہ ﷺ کی نماز رمضان میں کیسی ہوتی تھی؟ تو انہوں نے فرمایا کہ رمضان اور غیر رمضان دونوں میں رسول اقدس ﷺ کی نماز گیارہ رکعت سے زیادہ نہیں ہوتی تھی۔

غیر مقلدین اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ گیارہ رکعتوں میں تین رکعت وتر کی تھی اور باقی آٹھ رکعتیں تراویح کی تھیں، اس سے ثابت ہوا کہ تراویح کی نماز بیس رکعت نہیں بلکہ آٹھ رکعت ہی ہے۔ یہ بات کون کہتا ہے؟ غیر مقلدین وہابی کہتے ہیں۔ غیر مقلدین کا اس حدیث سے یہ سمجھنا کہ

حضور ﷺ آٹھ رکعت تراویح پڑھتے تھے یہ غلط اور حدیث نہ سمجھنے کی دلیل ہے۔کیونکہ:

☆اس حدیث میں نماز تراویح کا ذکر نہیں بلکہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہانے حضور ﷺ کی نمازِ تہجد کے بارے میں بتایاکہ حضور اقدس ﷺ جس طرح غیر رمضان میں آٹھ رکعت تہجد اور تین رکعت وتر پڑھتے تھے اسی طرح حضور رمضان میں بھی آٹھ رکعت تہجد اور تین رکعت وتر پڑھتے تھے،یہ ہمیشہ کا معمول سرکار مصطفی ﷺ کا تھا۔ایسانہیں کہ رمضان کے علاوہ دوسرے مہینوں میں حضور تہجد کی نماز پڑھتے اور رمضان میں نہیں۔

اسی لئے توامام بخاری،امام مسلم،امام ترمذی اور دوسرے محدثین نے اس حدیث کو تہجد کے باب میں ذکر کیا ہے۔اگر اس حدیث میں تراویح مراد ہوتی تو ضروریہ محدثین اس حدیث کوتراویح کے باب میں بیان کرتے۔

☆دوسری بات یہ کہ جب حضرت عائشہ صدیقہ سے پوچھا گیاکہ رمضان شریف میں حضور کی نماز کیسی تھی توآپ نے فرمایاکہ رمضان اور غیر رمضان دونوں میں گیارہ رکعت ہی پڑھتے تھے۔تو یہ بات توسمجھ میں آتی ہے کہ رمضان میں تراویح کی نماز ہوسکتی ہے،مگر غیر رمضان میں تراویح کہاں ہوتی ہے؟

اس سے معلوم ہواکہ حضرت عائشہ نے اس حدیث میں حضور کی نماز تہجد کی تعداد بتائی ہے،جسے رمضان اور غیر رمضان دونوں میں ادافرماتے تھے۔

☆تیسری بات یہ ہے کہ حضرت عائشہ کی حدیث میں جو آٹھ رکعت اور

تین رکعت وتر پڑھنے کا ذکر ہے تو حضور علیہ السلام ان آٹھ رکعتوں کو چار چار کرکے دوبار میں پڑھتے تھے۔ذرا حدیث کے اس ٹکڑے پر غور کیجئے۔حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

يُصَلِّي اَرْبَعًا فَلَا تَسْئَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَ طُولِهِنَّ ثُمَّ يُصَلِّي اَرْبَعًا فَلَا تَسْئَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُولِهِنَّ ثُمَّ يُصَلِّي ثَلَاثًا۔

یعنی حضور کریم ﷺ چار رکعت پڑھتے اور ان چار رکعت کے حسن اور ان کے طول کی بات مت پوچھو! پھر حضور ﷺ چار رکعت پڑھتے اور ان کے حسن وطول کی بات مت پوچھو! اس کے بعد تین رکعت (وتر) پڑھتے۔

فَقَالَتْ عَائِشَةُ رضی الله عنها فَقُلْتُ يَارَسُولَ الله اَتَنَامُ قَبْلَ اَنْ تُوْتِرَ؟ فَقَالَ يَا عَائِشَةُ اِنَّ عَيْنَيَّ تَنَامَانِ وَلَا يَنَامُ قَلْبِي۔

(بخاری ج ا ص ۱۵۴ کتاب التہجد، مسلم ج ا ص ۲۵۴ باب صلوٰۃ اللیل وعدد رکعات النبی فی الیل، سنن ابو داود ج ا ص ۱۹۶ ابواب قیام اللیل باب فی صلوٰۃ اللیل، ترمذی ج ا ص ۵۸ باب ماجاء فی وصف صلاۃ النبی ﷺ باللیل، ج ۲ ص ۱۹، نسائی ج ا ص ۱۵۴ کتاب قیام اللیل وتطورع النھیار۔، باب صلوٰۃ اللیل)

یعنی حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کی یارسول اللہ! کیا آپ وتر سے پہلے سوجاتے ہیں؟ فرمایا اے عائشہ! میری آنکھیں سوجاتی ہیں اور دل نہیں سوتا۔

دیکھیے! حضور ﷺ آٹھ رکعت نماز دوبار چار چار کرکے پڑھتے اور یہ بات سب جانتے ہیں کہ تراویح کی نماز دو، دو رکعت کرکے ہی پڑھی جاتی ہے۔اب غیر

مقلدین کو چاہئے کہ وہ بھی چار چار رکعت کرکے ہی تراویح پڑھیں، مگر نہیں یہ بھی تراویح دو دو رکعت ہی پڑھتے ہیں، تو حدیث پر ان کا عمل کہاں ہوا؟

ایک طرف تو اس حدیث کو آٹھ رکعت تراویح کے ثبوت میں دلیل بناکر پیش کرتے ہیں اور دوسری طرف اس حدیث کے خلاف عمل کرتے ہیں۔ اللہ بچائے ایسے غیر مقلدوں اور اہل حدیث سے۔

☆اور چوتھی بات یہ کہ پوری تفصیل کے ساتھ آپ ملاحظہ کرچکے ہیں کہ بیس رکعت تراویح پر صحابہ کرام کا اجماع ہو چکا ہے جن میں حضرت عمر فاروق اعظم، حضرت عثمان غنی اور حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین جیسے اجلہ اور اکابر صحابہ ہیں تو اگر اس حدیث میں نماز تراویح کا بیان ہوتا تو کیا بیس رکعت تراویح پڑھنے والے صحابہ حضور ﷺ کی سنت اور حضور ﷺ کی اس حدیث کے خلاف عمل کرتے تھے؟ اللہ اکبر! صحابہ کرام جنہوں نے حضور ﷺ کی سنت کو عام کیا، جو حضور ﷺ کی ایک ایک ادا پر مر مٹنے کے لئے تیار رہتے تھے وہ حضور ﷺ کی سنت اور فرمان اور آپ ﷺ کے معمول سے کیسے انحراف کرسکتے اور منہ موڑ سکتے ہیں؟ ہرگز صحابہ کرام کے بارے میں ایسا تصور نہیں کیا جاسکتا ہے۔

تو معلوم ہوا کہ اس حدیث میں نماز تراویح کا ذکر نہیں ہے بلکہ تہجد کا ذکر ہے، ورنہ صحابہ کرام بھی بیس رکعت کی بجائے آٹھ ہی رکعت تراویح پڑھتے۔

اگر بالفرض تسلیم کر لیا جائے کہ حضور ﷺ کے عہد مبارک میں آٹھ

رکعت تراویح پڑھی جاتی تھی اور بیس رکعت حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں شروع ہوئی، تو اس صورت میں بیس رکعت ہی ثابت و صحیح ہے؛کیونکہ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

اذا جاء عن النبی ﷺ حدیثان مختلفان و بلغنا ان ابا بکر و عمر عملا باحد الحدیثین و ترکا الآخر کان ذلک دلیلا علی ان الحق فیما عملا بہ۔ (التعلیق المجد علی موطا امام محمد ص ۴۴ باب التراویح)

ترجمہ: جب حضور ﷺ سے دو طرح کی حدیث مروی ہوں اور ہمیں معلوم ہوں حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق اعظم نے ان میں سے ایک پر عمل کیا ہے اور دوسرے کو ترک کر دیا ہے تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ جس حدیث پر انہوں نے عمل کیا ہے وہی حق اور صحیح ہے۔

اور یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بیس رکعت والی پر عمل کیا ہے، لہٰذا بیس رکعت تراویح ثابت و صحیح ہے۔

غیر مقلدین کی دوسری دلیل کا جواب:

غیر مقلدین وہابی آٹھ رکعت تراویح کے ثبوت میں ایک اور حدیث پیش کرتے ہیں جو حضرت سائب بن یزید سے مروی ہے۔ پہلے حدیث ملاحظہ کریں، پھر اس کا صحیح مفہوم و مطلب اور غیر مقلدین کی دلیل کا جواب لاجواب۔

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ:

اَمَرَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ اُبَیَّ بْنَ کَعْبٍ وَ تَمِیْمًا الدَّارِیَ اَنْ یَّقُوْمَا لِلنَّاسِ بِاِحْدٰی عَشَرَۃَ رَکْعَۃً۔

(مؤطاامام مالک ص۹۸مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان)

یعنی حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابی بن کعب اور حضرت تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو گیارہ رکعت نماز پڑھانے کا حکم دیا۔

جواب:۔

اس کا جواب یہ ہے کہ پہلے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے گیارہ رکعت کا حکم فرمایا، پھر بعد میں بیس رکعت کا حکم فرمایا، اور اس پر صحابہ کا اجماع ہو گیا، اسی کے مطابق ان کا عمل رہا، جیسا کہ حضرت سائب بن یزید ہی سے دوسری روایت میں بیس رکعت کا ذکر ہے، چنانچہ حضرت سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

کَانُو ایَقُوْمُوْنَ عَلٰی عَھْدِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ فِیْ شَھْرِ رَمْضَانَ بِعِشْرِیْنَ رَکْعَۃً قَالَ وَکَانُوا یَقْرَؤُنَ بِالْمِئَیْنِ وَکَانُوا یَتَوَکَّؤُنَ عَلٰی عِصِیِّھِمْ فِیْ عَھْدِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رضی اللہ عنہ مِنْ شِدَّۃِ الْقِیَامِ۔ (سنن کبریٰ للبیہقی ج۲ص۴۹۶)

یعنی حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں صحابہ رمضان کے مہینہ میں بیس رکعت تراویح پڑھتے ، اور ان میں ایسی سورتیں پڑھتے تھے جن میں سو آیات ہوتی تھیں، حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ

عنہ کے دور خلافت میں شدت قیام (دیر تک کھڑے رہنے) کی وجہ سے لوگ اپنی لاٹھیوں سے ٹیک لگاتے تھے۔

ایک دوسری روایت میں سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

كُنَّا نَنْصَرِفُ مِنَ الْقِيَامِ عَلىٰ عَهْدِ عُمَرَ وَ قَدْ دَنَا فُرُوعُ الْفَجْرِ وَكَانَ الْقِيَامُ عَلىٰ عَهْدِ عُمَرَ ثَلَاثَةً وَّعِشْرِيْنَ رَكْعَةً۔

(مصنف عبدالرزاق ج۴ص۲۶۱ مطبوعہ المکتب الاسلامی بیروت)

یعنی ہم حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد میں فجر کے قریب تراویح سے فارغ ہوتے اور ہم (وتر سمیت) ۲۳ رکعات پڑھتے تھے۔

قارئین! دیکھئے! حضرت سائب سے تین روایتیں بیان ہوئیں، ایک میں گیارہ رکعت اور دو روایتوں میں بیس رکعت تراویح اور تین رکعت وتر کا ذکر ہے۔

مطلب یہ ہے کہ پہلے حضرت عمر بن خطاب کے زمانہ میں شروع شروع میں گیارہ رکعت ہوتی تھی، پھر بعد میں بیس رکعت ہونے لگی اور اسی پر صحابہ کرام کا اجماع اور عمل جاری ہوگیا، جیساکہ حضرت امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وَيُمْكِنُ الْجَمْعُ بَيْنَ الرِّوَايَتَيْنِ فَإِنَّهُمْ كَانُوْ يَقُوْمُوْنَ بِإِحْدىٰ عَشَرَةَ ثُمَّ كَانُوْ يَقُوْمُوْنَ بِعِشْرِيْنَ وَيُوْتِرُوْنَ بِثَلَاثٍ۔ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ۔

(سنن کبریٰ ج۲ص۴۹۶ مطبوعہ نشر السنہ ملتان بحوالہ شرح مسلم ج۲ص۴۹۸)

یعنی ان دونوں روایتوں (گیارہ رکعت والی اور بیس رکعت والی) میں تطبیق (توضیح) اس طرح ممکن ہے کہ پہلے صحابہ گیارہ رکعت پڑھتے تھے اور پھر بیس

رکعت تراویح اور تین رکعت وتر پڑھتے تھے۔

ان روایات اور دلائل سے یہ بات سورج کی طرح چمکنے لگی کہ تراویح بیس رکعت ہے، یہی حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم، خلفاء راشدین اور صحابہ کرام سے ثابت ہے اور اسی پر مسلمانوں کا عمل رہا ہے اور ہے۔

اب ہر مسلمان پر ضروری ہے کہ صحابہ کرام اور خاص طور پر حضرات خلفاء راشدین کی اتباع اور پیروی کرے کہ اللہ کے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے خود اس بات کا حکم دیا ہے۔

وہابی موقف کا رد دیوبندی مولوی کے قلم سے:

تراویح کی فضیلت اور اس کی تعداد کے حوالے سے غیر مقلدین نام نہاد اہلحدیث کے ہم عقیدہ جماعتِ دیوبندیہ کی کتابوں سے بھی کچھ باتیں ملاحظہ ہوں۔

دیوبندی عالم مولانا محمد سلمان منصور پوری دیوبندی کتاب المسائل میں لکھتے ہیں:

”رمضان المبارک کی ایک امتیازی عبادت نماز تراویح ہے، جو اپنی الگ شان رکھتی، اس نماز کے ذریعہ رمضان المبارک میں مسجدوں کی رونق بڑھ جاتی ہے اور عبادات کے شوق میں غیر معمولی اضافہ ہوجاتا ہے۔ صحیح احادیث شریفہ سے ثابت ہے کہ نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے رمضان المبارک میں تین دن مسجد نبوی میں باجماعت نماز پڑھائی، لیکن جب مجمع زیادہ بڑھنے لگا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے غیر معمولی ذوق وشوق کو دیکھ کر آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو خطرہ ہوا کہ کہیں یہ نماز امت

پر فرض نہ کردی جائے ، تو آپ ﷺ نے یہ سلسلہ موقوف فرمادیا۔(بخاری شریف ج۱ص۱۶۹) ساتھ ہی آپ ﷺ رمضان المبارک کی راتوں میں زیادہ سے زیادہ عبادات انجام دینے کی ترغیب دیتے رہے،اس نماز شبانہ کی فضیلت اور اس پر ملنے والے اجروثواب کا ذکر فرماکر مسلمانوں کو ابھارتے رہے۔چنانچہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جوشخص رمضان المبارک کی راتوں کو ایمان اور اخلاص کے ساتھ عبادت میں گذارے گا اس کے سب پچھلے گناہ معاف کردئے جائیں گے۔(بخاری شریف ج۱ص۲۶۹)آپ ﷺ کی اس ترغیب کی وجہ سے حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم رمضان المبارک میں بکثرت عبادت کا اہتمام کرتے تھے۔ جولوگ قرآن کریم کے حافظ تھے وہ خود نوافل میں قرآن پڑھتے اور جو حافظ نہ تھے وہ کسی حافظ کی اقتداء میں قرآن کریم سننے کی سعادت حاصل کرتے تھے۔چنانچہ ثعلبہ ابن ابی مالک القرظی(جومدینہ منورہ کے رہنے والے تابعی عالم ہیں)مرسلاروایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ رمضان المبارک کی رات میں پیغمبر اسلام علیہ الصلاۃ والسلام مسجد میں تشریف لائے تودیکھا کہ مسجد کے ایک گوشہ میں کچھ لوگ جماعت سے نماز پڑھ رہے ہیں۔آپ ﷺ نے دریافت کیا کہ یہ لوگ کیا کررہے ہیں؟توکسی نے جواب میں عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ یہ وہ حضرات ہیں جن کوقرآن کریم حفظ نہیں ہے،توحضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ نماز میں قرآن کریم پڑھ رہے ہیں اور یہ لوگ ان کی اقتداء میں نماز اداکررہے ہیں، یہ سن کر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ انہوں نے بہت اچھا کیا اور

آپ نے ان کے بارے میں کوئی ناگواری کی بات ارشاد نہیں فرمائی۔
(السنن الکبریٰ للبیہقی بیروت ج۲ص۴۹۵)

اس تفصیل سے اتنا معلوم ہوگیا کہ عہد نبوی میں رمضان کی وہ خصوصی نماز جسے بعد میں تراویح کا نام دیا گیا یقینا پڑھی جاتی رہی اور حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم اس نماز سے بخوبی واقف تھے، کبھی تنہا تنہا اور کبھی جماعت سے اسے پڑھا کرتے تھے۔ پھر دور صدیقی اور دور فاروقی کے ابتدائی زمانہ تک یہ سلسلہ یونہی جاری رہا، اس کے بعد سیدنا حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے یہ دیکھ کر کہ لوگ مسجد میں تنہا یا چھوٹی چھوٹی ٹولیاں بناکر نماز تراویح پڑھتے ہیں، آپ نے مناسب سمجھا کہ تراویح کی باقاعدہ جماعت قائم کردی جائے۔ (کیونکہ جس خطرۂ وجوب کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ نے جماعت تراویح کا سلسلہ موقوف فرمادیا تھا، اب آپ ﷺ کی وفات کے بعد یہ خطرہ باقی نہ رہا تھا) چنانچہ آپ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کے سب سے بڑے قاری حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ کو تراویح کا امام مقرر فرمایا اور صحابہ رضی اللہ عنہم حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں نماز تراویح پڑھنے لگے۔ (بخاری شریف ج۱ص۲۶۹) اب بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ اور حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ نے ۱۱؍رکعات پڑھائیں۔ یعنی ۸؍رکعات تراویح اور ۳؍وتر۔ (السنن الکبریٰ للبیہقی بیروت ج۲ص۴۹۶)

لیکن اکثر روایات اور آثار صحابہ رضی اللہ عنہم سے ۲۰؍رکعات تراویح کا پتہ

چلتا ہے۔

کتاب المسائل کے مصنف نے بیس رکعت تراویح کے ثبوت میں چھ دلائل پیش کئے اور ان دلائل و براہین کے بعد تبصرہ کرتے ہوئے لکھا کہ:

”انہیں روایات و آثار کی وجہ سے جمہور علماء امت اور حضرات ائمہ اربعہ (امام ابو حنیفہ، امام مالک، امام شافعی اور امام احمد ابن حنبل) کا متفقہ موقف یہ ہے کہ تراویح کی رکعات بیس سے کم نہیں ہیں، بیس سے زیادہ کے تو اقوال ملتے ہیں (جیسا کہ امام مالک کا قول ہے) لیکن بیس کے عدد سے کم کا ائمہ اربعہ میں سے کوئی قائل نہیں ہے۔ اور تمام عالم میں شرقا و غربا صدیوں سے امت کا عمل یہی چلا آرہا ہے، حتیٰ کہ حرمین شریفین میں آج تک ۲۰/رکعات ہی پڑھی جاتی ہیں۔ اس لئے تراویح ۲۰/رکعات پڑھنے کا اہتمام کرنا چاہئے اور اس میں کسی مسلمان کو کسی قسم کی کوتاہی نہیں برتنی چاہے۔"

(کتاب المسائل ج ا ص ۵۱۷ مرتبہ مولانا محمد سلمان منصور پوری دیوبندی)

یہاں وضاحت ضروری ہے کہ تراویح کی رکعات کے بارے میں علماء کے ایک طبقہ کو ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ایک روایت سے اشتباہ ہوگیا ہے، جس میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے رمضان اور غیر رمضان کی نوافل کو آٹھ کے عدد میں منحصر کیا ہے۔ (بخاری شریف ج ا ص ۱۵۴) اس روایت سے بہت سے لوگ یہ استدلال کرتے ہیں کہ تراویح کی رکعات بھی صرف آٹھ ہیں اس سے زیادہ نہیں، حالانکہ اس روایت کا تعلق

تراویح سے نہیں بلکہ تہجد سے ہے، اور تراویح کی رکعات پر اس روایت سے استدلال بالکل غیر معقول ہے کیونکہ:

(۱) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ''غیر رمضان''کو شامل کرکے جواب دینا یہ بتا رہا ہے کہ سوال ایسی نماز سے متعلق ہے جو غیر رمضان میں بھی پڑھی جاتی ہے، اور ایسی نماز تہجد تو ہو سکتی ہے تراویح نہیں ہو سکتی، کیونکہ اسے غیر رمضان میں پڑھنے کا کوئی قائل نہیں۔

(۲) خود حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت تہجد کی ۸/ رکعات سے کم و بیش کے بارے میں بھی وارد ہے۔ (بخاری شریف ج۱ص ۱۵۳) تو چونکہ رکعتوں کی تعیین کے متعلق روایت میں اضطراب پایا جاتا ہے، لہٰذا استدلال تام نہیں۔

(۳) تیسرے یہ کہ اسی روایت میں ایک سلام سے تین رکعت وتر پڑھنے کا ذکر ہے اور جو طبقہ تراویح کی ۸/ رکعات کا قائل ہے وہ اس روایت کے برخلاف ایک سلام سے وتر کی تین رکعات کا منکر ہے۔ اس لئے جب وتر میں یہ روایت ان کے نزدیک حجت نہیں تو تراویح کی رکعات میں حجت کیسے مانی جا سکتی ہے؟ (کتاب المسائل ج۱ص ۵۱۷)

جماعت وہابیہ کے ہم عقیدہ جماعت دیابنہ کے اسی معتبر مولوی کی کتاب مذکور سے بھی بالدلائل یہ بات ثابت ہوئی کہ تراویح کی رکعات بیس رکعات ہے ۸/ نہیں، اور جمہور کا یہی مسلک و موقف ہے اور اسی پر پوری دنیا کے مسلمانوں

کا عمل ہے، جس پر اکثریت ہو اس کی پیروی ضروری ہے، جماعت کثیرہ کے موقف و معمول سے انحراف کرنا بڑی جماعت یعنی سواد اعظم کی راہ سے روگردانی کرنا ہے، اور جس جماعت پر اللہ کا دست قدرت و معاونت ہے اس سے خارج ہونا ہے، جس جماعت کے بارے میں حدیث میں آیا ہے:

اتبعوا السواد الاعظم بڑی جماعت کی اتباع کرو۔

غیر مقلدین کا بڑی جماعت کے موقف کے خلاف ۸؍ رکعات تراویح رائج کرنا سواد اعظم کے خلاف ہے، اور سواد اعظم کے خلاف عمل کرنا اللہ کی رحمت سے محروم ہونا، جماعت سے نکلنا اور جہنم میں جانے کا راستہ ہموار کرنا ہے، کیوں کہ حدیث میں ہے: من شذ شذ فی النار۔ اور دوسری حدیث میں ہے:

من فارق الجماعة شبرا فقد خلع ربقة الاسلام من عنقه۔

مزید کتاب المسائل کے مصنف نے غیر مقلدین کی ایک بہت بڑی مکاری کی نشاندہی کی ہے، اور وہ یہ ہے کہ جس روایت سے انہوں نے آٹھ رکعات تراویح پر استدلال کیا ہے اس میں ایک سلام سے تین رکعت وتر پڑھنے کا ذکر ہے جبکہ وتر میں ان کا عمل اس کے بر خلاف ہے، یعنی ایک سلام سے تین رکعات وتر کا انکار کرتے ہیں تو گویا اس حدیث کو وتر کے سلسلہ میں حجت نہیں مانتے ہیں، مگر تعجب ہے کہ جس حدیث کو وہ وتر کے سلسلہ میں حجت تسلیم نہیں کرتے اسی حدیث کو اپنے مطلب کو ثابت کرنے کے لئے، یعنی آٹھ رکعات تراویح کے ثبوت میں حجت تسلیم کرتے ہیں۔ یہ مکاری اور دجل و فریب اور ہوائے نفس نہیں تو اور کیا

ہے۔ محمود الفتاویٰ ج۴ ص ۲۸۲ پر ایک استفتا کے جواب میں ہے کہ:

مرقی الفلاح میں ہے:

وھی عشرون رکعة باجماع الصحابة رضی اللہ عنھم۔ (اور تراویح کی بیس رکعتیں ہیں صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کے اجماع سے)(مراقی الفلاح علیٰ ھامش الطحطاوی ۲۲۵)

اس کی مزید تفصیل دیکھنا چاہیں تو فتاویٰ رحیمیہ جلد اول ص ۲۸۲ سے لے کر ۳۴۳) تک کا مطالعہ فرمائیں، اس میں غیر مقلدین حضرات کے اس فریب کی مکمل پردہ دری کی ہے۔

ان تمام کتابوں سے بلکہ فقہ حنفی کی دیگر معتبر کتابوں سے اور مستند علمائے احناف کے حوالے سے اس کا بیس رکعات ہونا تفصیل سے ثابت کیا ہے، اور الحمد للہ ہم اہل سنت و جماعت کا یہی موقوف ہے کہ تراویح بیس رکعات ہیں، اسی پر ہمارا عمل ہے، اور یہ ہمارا عمل فلاح و ظفر اور دارین میں سعادت و خیر والا عمل ہے، یہی اللہ جل جلالہ اور اس کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کا پسندیدہ عمل ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ہمیشہ اپنے سچے بندوں کی راہ پر گامزن رکھے، برے لوگوں، برے مذہب والوں کی صحبت سے بچائے، آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆